# ہم میں سے ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی خاطر ہر قسم کی قربانیوں کیلئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍اپریل ۱۹۶۶ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ مومنین فتنوں اور آزمائشوں سے گزر کر ہی عظیم الشان نعمتوں کے وارث بنتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ الشّر اور الخیر کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرتا ہے۔

☆ ایک طرف احکام قرآنی اور دوسری طرف وساوس شیطانی سے تمہاری آزمائش کی جاتی ہے۔

☆ اپنے گھروں کے ماحول کو خوشگوار بناؤ اپنی بیوی اور بچوں سے پیار کرو۔

☆ آزمائشوں سے ہم نے ضرور گزرنا ہے قضاء وقدر کی آزمائشوں میں سے بھی اور لوگوں کی ایذاء رسانیوں میں سے بھی۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ العنکبوت کی مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائیں۔

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۝ (العنکبوت: ۲ تا ۴)

پھر فرمایا۔

سورۃ عنکبوت کی ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا اس زمانہ کے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہوگا اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا اور فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا حالانکہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے گا اور وہ ظاہر کر دے گا ان کو جنہوں نے سچ بولا اور اپنی قربانیوں سے اپنی سچائی پر مہر لگائی اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا جن کی زبان پر ایمان تھا لیکن ان کے دل ایمان سے خالی تھے۔ انہوں نے ایمان کے تقاضوں کو پورا نہ کیا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے مامور (رسول اور نبی) پر ایمان لاتی ہے تو اس کا محض زبانی ایمان اللہ تعالیٰ کو مقبول نہیں ہوتا بلکہ اس ایمان کے نتیجہ میں جب تک اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (البقرۃ: ۱۳۲) کا مظاہرہ نہ ہو۔ یعنی اس وقت تک وہ قوم الٰہی انعامات، فضلوں، برکتوں اور رحمتوں کی وارث نہیں بن سکتی۔ جب تک وہ ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں اور آزمائشوں میں پوری نہ اترے اور پوری طرح ثابت قدم نہ رہے۔

قرآن کریم کا مطالعہ کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے فتنے اور آزمائشیں تین قسم کی ہیں۔ان میں سے مومنوں کو گزرنا پڑتا ہے۔تین قسم کی آگ ہے۔جس میں اپنے ربّ کی رضا کے لئے انہیں چھلانگ لگانا پڑتی ہے۔اگر وہ خلوص نیت رکھنے والے ہوں اور ان کا ایمان سچا ہو۔تو اللہ تعالیٰ ان تینوں قسم کی آگوں کو ان کیلئے بَرۡدًا وَّسَلٰمًا (الانبیاء:۷۰) بنادیتا ہے۔اور وہ ان آزمائشوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جاتے ہیں۔

(۱) پہلا امتحان اور آزمائش (کیونکہ فتنہ کے معنی امتحان اور آزمائش کے ہیں) وہ احکام الٰہی یا تعلیم الٰہی ہے۔جو ایک نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آتا ہے اور جس تعلیم کے نتیجہ میں مومنوں کو کئی قسم کے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔اپنے نفسوں کو مارنا پڑتا ہے بعض دفعہ اپنے مالوں کو قربان کرنے سے اور بعض دفعہ اپنی عزتیں اور وجاہتیں اللہ تعالیٰ کے لئے نچھاور کرنے سے۔

قرآن کریم چونکہ آخری شریعت ہے اس لئے اس نے ہمارے لئے کامل ہدایت مہیا کی۔اور ان کامل مجاہدات کے طریق ہمیں سکھائے جن پر عمل پیرا ہو کر ہم انتہائی عظیم الشان نعمتوں کے وارث بن سکتے ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

وَنَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَالۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً ؕ وَاِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ۔(الانبیاء:۳۶) یعنی ہم تمہاری اَلشَّر اور اَلۡخَیۡر کے ذریعہ آزمائش کریں گے۔اور آخر ہماری طرف ہی تم کو لوٹا کر لایا جائے گا۔

گویا فرمایا اگر تم اس آزمائش میں پورے اترے جسے ہم اَلۡخَیۡر کہہ رہے ہیں۔اس سے تم نے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا اور جسے ہم اَلشَّر کہہ رہے ہیں اس سے تم زیادہ سے زیادہ بچے تو جب تم ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے تو اسی کے مطابق ہماری طرف سے تمہیں اچھا بدلہ ملے گا۔قرآن کریم کے بہت سے بطون ہیں جن کے مطابق ہم اس کی بہت سی تفاسیر کرتے ہیں۔یہاں اَلۡخَیۡر کے ایک معنی خود قرآن کریم اور اس کے اوامر ونواہی ہیں جیسا کہ فرمایا۔

وَقِیۡلَ لِلَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا مَاذَاۤ اَنۡزَلَ رَبُّکُمۡ ؕ قَالُوۡا خَیۡرًا ؕ لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا فِیۡ ہٰذِہِ الدُّنۡیَا حَسَنَۃٌ ؕ وَلَدَارُ الۡاٰخِرَۃِ خَیۡرٌ ؕ۔(النحل:۳۱)

کہ جب مخالفین اور نہ ماننے والے (ان لوگوں سے جو تقوی کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں اور اوامر کو بجالاتے اور نواہی سے پرہیز کرتے ہیں) پوچھتے ہیں کہ تمہارے ربّ نے اس قرآن کریم میں کیا

اتارا ہے یا تمہارے ربّ نے کیا تعلیم تمہیں دی ہے تو وہ کہتے ہیں خیــراً یعنی خیر کو اتارا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ہدایت جو اَلْخَیْرُ (کامل خیر) ہے جو لوگ اَلْخَیْرُ کی راہ اختیار کرتے ہیں (لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ) اس کے احکام کو بجالاتے ہیں اور اس کی نواہی سے بچے رہتے ہیں۔ ان کے لئے اس دنیا میں حَسَنَةٌ (بھلائی) ظاہر ہوگی۔ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ۔ آخری گھر میں تو کہنا ہی کیا؟؟ اس کی خوبیاں اور اس کے انعامات کی کنہ تو ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتیں۔

پس اس آیت میں قرآنی تعلیم کو خیر کہا گیا ہے اس لئے میں آیت وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً کے یہ معنی کرتا ہوں کہ ہم قرآن کریم کے احکام (اوامر و نواہی) سے تمہاری آزمائش کریں گے اور اگر ہم غور سے کام لیں تو ہے بھی یہ ایک آزمائش۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے تم ہماری راہ میں خرچ کرو تو یہ ایک بڑی آزمائش ہے۔ غور کیجئے کہ ایک شخص دن رات کی محنت کے بعد کچھ مال حاصل کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اب مجھے اتنا مال مل گیا ہے کہ جس سے میں اور میری بیوی بچے خوشحالی کی زندگی بسر کرسکیں گے تب خدا تعالیٰ کی آواز اس کے کانوں میں پڑتی ہے اور اسے متوجہ کرتی ہے کہ جو مال ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس کے خرچ پر جو پابندیاں ہم نے عائد کی ہوئی ہیں انہیں مت بھولنا پھر وہ اس مال کے متعلق انہیں یہ فرماتا ہے کہ اب میرے دین کو یا میرے بندوں کو تمہارے مال کے ایک حصہ کی ضرورت ہے اسے میری راہ میں خرچ کردو تو یقیناً یہ اس بندے کی آزمائش ہوتی ہے جس میں وہ ڈالا جاتا ہے۔ پس وہ مومن جو تقویٰ پر قائم ہوتا ہے وہ بشاشت سے خدا تعالیٰ کی اس آواز پر لبیک کہتا ہے اور اپنے مال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر کے وہ اس امتحان میں پورا اُترتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہت سی نعمتوں میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں تمہاری زندگی کے لمحات بھی ہیں، عمر بھی ہے، جب ہماری طرف سے اپنی عمر اور وقت کا کچھ حصہ قربانی کرنے کیلئے تمہیں آواز دی جائے تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس آزمائش میں بھی پورے اترو تا ہمارے فضلوں کے وارث ٹھہرو۔

اسی طرح عزتیں اور وجاہتیں بھی خدا تعالیٰ کی ہی دی ہوئی ہیں جو ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنی پڑتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے احکام میں ایک حصہ نواہی کا ہے یعنی بعض باتیں ایسی ہیں جن سے وہ روکتا ہے مثلاً

دنیوی رسم ورواج ہیں جن کی وجہ سے بعض لوگ اپنی استطاعت سے زیادہ بچوں کی بیاہ شادی پر خرچ کر دیتے ہیں حالانکہ وہ اسراف ہے جس سے اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے رسم ورواج کو پورا کرنے کے لئے خرچ نہ کیا ہمارے رشتہ داروں میں ہماری ناک کٹ جائے گی۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری خاطر رسم ورواج کو چھوڑ کر اپنی ناک کٹواؤ تب تمہیں میری طرف سے عزت کی ناک عطا کی جائے گی۔

تو الخیر جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو آزماتا ہے۔ وہ قرآن کریم کے احکام ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اَلشَّــــر کا لفظ استعمال فرمایا ہے گویا ہر وہ حکم امر ہو یا نہی جو قرآن کریم کے مخالف اور معارض ہو۔ اسے اَلشَّر کہا گیا ہے کیونکہ شیطان اور اس کے پیروؤں کا یہ کام ہے کہ وہ لوگوں کے کانوں میں قرآن کریم کے خلاف باتیں ڈالتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے کا کیا فائدہ؟ کبھی یہ کہتے ہیں کہ ان مومنوں کی خاطر جو کمزور اور غریب مہاجر ہیں تم اپنے وقتوں اور عزتوں کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ دیکھ لیں منافقوں کا وطیرہ اور کفار کا یہی طریق ہے کہ وہ قرآنی احکام کے مقابل معارض باتیں مومنوں کے کانوں میں ڈالتے ہیں اور یہ غلط امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کی باتوں پر کان دھریں گے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے مومن بندوں پر شیطان کا تسلط نہیں ہوا کرتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک طرف احکام قرآنی ہیں جو تمہارے سامنے ہیں اور ایک طرف وساوسِ شیطانی ہیں جو تمہیں ان کی خلاف ورزی پر آمادہ کر رہے ہیں اور ان ہر دو کے ذریعہ سے تمہاری آزمائش کی جارہی ہے۔ اس آزمائش میں پورا اترنے کے لئے ضروری ہے کہ تم یہ یاد رکھو کہ تم ہماری طرف ہی لوٹ کر آنے والے ہو۔

جو شخص آخرت پر حقیقی ایمان رکھتا ہو اور اسے یہ یقین کامل حاصل ہو کہ ''اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ'' ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا وہ کسی بھی آزمائش کے وقت کس طرح ٹھوکر کھا سکتا ہے؟ پس ایک قسم کی آزمائش خدا تعالیٰ کے احکام اور شیطانی وساوس کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا فتنہ یا آزمائش جس سے مومن آزمائے جاتے ہیں وہ قضاء وقدر کی آزمائش ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ مومنوں کو قضاء وقدر کی آزمائش میں ڈال کر ان کا امتحان لیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

(البقرہ:۱۵۶) کہ ہم اپنی مشیت اور اِذن سے تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہارے مالوں میں نقصان کی صورت پیدا کر دیں گے۔

احمدیت میں بھی جو اللہ تعالیٰ کا سچا سلسلہ ہے ہر روز ایسی مثالیں ملتی رہتی ہیں مجھے کئی خطوط آتے رہتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ ہم احمدی ہوئے تھے مگر بیعت کے بعد ہمیں نقصان ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اگر یہ لوگ قرآن کریم کی ذرا بھی سمجھ رکھتے ہوں تو وہ فوراً جان لیں کہ یہ نقصان احمدیت کی صداقت کی دلیل ہے نہ کہ اس کے غلط یا جھوٹا ہونے کی کیونکہ قرآن کریم نے پہلے ہی بوضاحت بتا دیا تھا کہ جب تم ایمان لاؤ گے تو کبھی خدا تعالیٰ تمہارے مالوں میں تنگی پیدا کرے گا اور تمہیں آزمائے گا کہ آیا تم مال کو خدا تعالیٰ پر ترجیح دیتے ہو یا خدا تعالیٰ کی مرضی کو مال پر ترجیح دیتے ہو۔

وَالْاَنْفُسِ اور کبھی یہ کرے گا کہ اِدھر تم ایمان لائے اُدھر تمہارا بچہ مر گیا یا کوئی دوسرا رشتہ دار فوت ہو گیا۔ اس وقت شیطان آئے گا اور تمہارے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ یہ مذہب جو تم نے اختیار کیا بڑا منحوس ہے۔ دیکھو ابھی تم ایمان لائے اور تمہارا بچہ فوت ہو گیا یا تمہاری ماں کا انتقال ہو گیا یا تمہارا باپ چلتا بنا وغیرہ وغیرہ لیکن اگر تم قرآن کریم کو جانتے اور سمجھتے ہو گے تو تم اس آیۃ کے ماتحت ایک قسم کی بشاشت محسوس کرو گے کہ کتنا سچا ہے ہمارا خدا اور کتنا مہربان ہے وہ کہ وقت سے پہلے ہی اس نے یہ بتا دیا تھا کہ ہم اس قسم کی آزمائش میں تمہیں ڈالیں گے۔

وَالثَّمَرٰتِ اور کبھی وہ یہ کرے گا کہ دنیا کے حصول کے لئے جو تمہاری کوششیں ہوں گی دنیوی میدان میں اس کا نتیجہ ٹھیک نہیں نکلے گا اور ہم اس کو تمہارے لئے ایک آزمائش بنا دیں گے۔ تو اس قسم کی آزمائشوں کو قضاء وقدر کی آزمائش کہا جاتا ہے یہ دوسری قسم کی آزمائش ہے جس میں سے مومن کو گزرنا پڑتا ہے۔

(۳) تیسرا فتنہ یا آزمائش جس کا ذکر ہمیں قرآن کریم سے ملتا ہے وہ مخالفین کی ایذاء رسانی ہے اگر ہم تاریخ انبیاء پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ہر نبی اور مامور کے ماننے والوں کو ان کے مخالفین نے ہر قسم کی ایذائیں پہنچائیں لیکن اس میں سے سب سے زیادہ حصہ اس نبی کے صحابہ کو دیا گیا جو سب انبیاء سے اعلیٰ، ارفع، سب سے زیادہ مقدس اور امام المطہرین تھے یعنی حضرت نبی اکرم ﷺ پہلے مکی زندگی میں اور پھر اس کے بعد جہاں جہاں بھی اسلام دنیا میں پھیلتا گیا، اسلام میں داخل ہونے والوں کو تکالیف

اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی ایک آزمائش ہے جس میں سے تم میں سے ہر مومن کو گزرنا ہے۔ اگر تمہارے دل میں واقعی میری محبت ہے اور تم واقعی میری رضا کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں اس آزمائش سے بھی صدق و وفا کے ساتھ گزرنا پڑے گا۔

اس امتحان میں پورا اترنے اور ہمیں اپنے عذاب سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور تصور بھی ہمارے سامنے پیش فرمایا ہے۔ فرمایا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت:۱۱) اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے لیکن جب اعلان ایمان کے بعد ان پر آزمائش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس تیسری قسم کے فتنہ سے ان کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کی وجہ سے انہیں تکلیف میں ڈالا جاتا ہے۔ کیونکہ لوگ ان کے مخالف ہو جاتے ہیں کبھی وہ انہیں قتل کرنے کے درپے ہوتے ہیں کبھی ان کی بے عزتی کرتے ہیں اور کبھی ان کا بائیکاٹ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ ہزاروں قسم کے داؤ پیچ ہیں جو مخالف لوگ شیطانی وسوسوں کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں۔

تو فرمایا کہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ان کو تکلیف میں ڈالا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے عذاب کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح سمجھ لیتے ہیں فرمایا کہ اگر تم کمزوری دکھاؤ گے تو تمہیں وہ عذاب بھگتنا پڑے گا جو میں نے تمہارے لئے مقدر کیا ہے۔ اور اگر تم مضبوطی دکھاؤ گے اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہو گے تو تمہیں صرف وہ عذاب جھیلنا پڑے گا جو یہ محدود طاقتوں والے انسان پہنچا سکتے ہیں۔

اب خود اندازہ کر لو کہ ان دو عذابوں میں سے کون سا عذاب زیادہ شدید اور کونسا عذاب زیادہ دیرپا ہے ان دو عذابوں میں سے ایک عذاب تمہیں ضرور ملے گا چاہو تو بندوں کی ایذاء رسانی کو قبول کر کے میرے عذاب سے بچ جاؤ، چاہو تو اس عارضی عذاب سے بچنے کی خاطر میرا وہ عذاب مول لے لو جس کا زمانہ اتنا لمبا ہے کہ تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ محاورہ میں وہ ابدالآباد کا زمانہ بھی کہا جا سکتا ہے اگرچہ وہ ہمیشہ کے لئے نہیں لیکن اس کا زمانہ اتنا لمبا اور اس کی شدت اتنی ہیبت ناک ہے کہ اگر ہم اسے ہمیشہ کا عذاب بھی کہہ دیں تو غلط نہیں ہوگا تو فرماتا ہے کہ جب لوگ تمہیں میری وجہ سے تکلیف پہنچانے لگیں، دکھ دینے لگیں اور تمہارے لئے عذاب کے سامان مہیا کر دیں تو تمہیں میرے عذاب کا تصور بھی کر لینا چاہئے۔ اس تصور سے تم لوگوں کے عذاب پر صبر کرنے کے قابل ہو جاؤ گے اور تمہارے لئے یہ فیصلہ کرنا

آسان ہو جائے گا کہ آیا لوگوں کے عذاب کو تم قبول کرو گے یا میرے عذاب کو جو ایک بڑا لمبا اور شدید عذاب ہے۔

سو کوئی عقلمند انسان جو خدا پر ایمان اور یقین رکھتا ہو کبھی یہ نہیں کہہ سکتا اور نہ یہ پسند کر سکتا ہے کہ لوگوں کے عذاب سے بچ جائے اور خدا کے عذاب میں مبتلا ہو۔ ہاں بعض بدقسمت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لوگوں کے عذاب کو دیکھ کر ٹھوکر کھا جاتے اور ارتداد کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

پس ایک تیسری قسم کا فتنہ جو ایمان کے اعلان کے بعد مومن کے سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ منکر اور مخالف لوگ اپنا پورا زور لگاتے ہیں کہ وہ مومنوں کو دکھ اور تکلیف پہنچائیں اور اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ کون اپنے ایمان میں صادق ہے اور کون کاذب ہے۔

فرمایا کہ یاد رکھنا کہ لوگوں کا عذاب تو عارضی ہے وقتی ہے بڑا ہلکا ہے اس کے مقابل پر میرا عذاب بڑا لمبا اور بڑا شدید ہے جو ایک لمحہ کے لئے بھی تمہارے سامنے آ جائے تو تم دس ہزار سال تک لوگوں کے عذاب کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ الغرض یہ تین قسم کے فتنے یا آزمائشیں یا امتحان ہیں جن میں سے خدا تعالیٰ کے مومن اور متقی بندوں کو گزرنا پڑتا ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ایک مامور پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے خدا کی آواز پر لبیک کہا ہے اور ہمارے دلوں میں بھی یہ جذبہ اور تڑپ ہے کہ ہم اس ایمان کے جو تقاضے ہیں وہ پورا کرنے والے ہوں اور اس مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں جس مقصد کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے یعنی دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دینا اور قرآن کریم کی تعلیم کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچا کر انہیں قائل کرنا کہ فلاح حقیقی حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے جو قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ہے تو ہمارے لئے بھی ان تینوں فتنوں اور آزمائشوں کا سامنا کرنا ضروری ہے۔ پہلی آزمائش اور امتحان کہ قرآنی احکام پر عمل پیرا ہوں۔ نماز باجماعت ہی کو لے لو۔ ہر دو ایک گھنٹہ کے بعد اپنے کام، اپنے آرام یا مجلس کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے گھر آنا۔

پھر راتوں کو اُٹھ کر خدا تعالیٰ کو یاد کرنے والے جو ہیں وہ اپنے جسم کی آسائش کو خدا تعالیٰ کے لئے چھوڑتے ہیں۔

اس کے علاوہ مال ہیں ان کے کمانے پر بھی پابندیاں اور ان کے خرچ پر بھی پابندیاں ہیں جہاں مال حرام کے ہر طریق سے خدا نے روکا وہاں مال حلال کے ہر قسم کے خرچ پر پابندیاں لگا دیں جس کے

نتیجہ میں اس کے فضل اور برکتیں حاصل ہو جاتی ہیں اگر سوچا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ دیکھو بیوی سے محبت کرنا تو بظاہر ایک دنیوی چیز ہے لیکن ہمیں ثواب پہنچانے کی خاطر اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر تم اس نیت کے ساتھ کہ خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں کے ماحول کو خوشگوار بناؤ اپنی بیوی اور بچوں سے پیار کرو اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی ڈالو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اس کا بھی اجر دے گا تو خرچ کے متعلق بھی ہدایات دے دیں تا کہ ہمارا ہر خرچ جو بظاہر دنیا سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی دین کا حصہ بن جائے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں ثواب حاصل ہو۔

یہ تو اس کے فضل اور اس کے احسان ہیں ہم نے تو اس کے شکر گزار بندے بننا ہے اور خدا تعالیٰ کا شکر بجالانے کا بہترین بلکہ ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہم اس کے احکام پر کاربند ہوں۔

تو ہم جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں۔ ہماری پہلی آزمائش یا پہلا امتحان یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کا علم حاصل کریں اور اس نیت کے ساتھ حاصل کریں کہ ہر وہ حکم جو قرآن مجید میں پایا جاتا ہے۔ ہم اس کو بجالائیں گے اور ہر اس چیز سے بچیں گے جس سے بچنے کی ہمیں تلقین کی گئی ہے۔

پھر قضاء وقدر کی آزمائش میں بھی ہمیں نہایت اچھا اور نیک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس وقت مسلمان کہلانے والوں میں سے ایسے خاندان بھی آپ کو نظر آئیں گے جو گھر میں فوت وموت ہونے کے وقت یا تو خدا تعالیٰ کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں یا پھر اس کا شکوہ شروع کرنے لگتے ہیں۔ وہ اس بشارت کے مستحق نہیں بن سکتے جس کا ذکر خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَo الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

(البقرہ:۱۵۷)

جس کی چیز تھی اس نے لے لی شکوہ کی گنجائش ہی کہاں ہے لیکن انسان بعض دفعہ بڑی حماقت کی باتیں کرتا ہے اور اپنے ربّ کا بھی شکوہ شروع کر دیتا ہے۔ تو قضاء وقدر کی آزمائش اور امتحان جو ہمارے لئے مقدر ہیں ان میں بھی ہم نے ایسا نمونہ دکھانا ہے کہ خدا تعالیٰ کی بشارتیں ہمیں ملیں اس کا غضب یا ناراضگی ہم پر نہ اترے۔ پھر تیسری قسم کی آزمائش یا لوگوں کا فتنہ ہے۔ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے جمالی جلووں کے ذریعہ اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں

غلبۂ اسلام کے لئے جو جلوے ظاہر کرتا رہا ہے یا کر رہا ہے یا آئندہ کرتا رہے گا اس میں اس کے جمالی جلوؤں کی کثرت اور جلالی جلوؤں کی قلت ہے۔ اس نسبت کی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور اسلام کے غلبہ کو جمالی جلووں کے ساتھ وابستہ کیا ہوا ہے۔ اور جہاں یہ کیفیت ہو وہاں بڑی لمبی قربانیاں کرنی پڑتی ہیں اور آنے والی نسلوں کا بڑے لمبے عرصہ تک خیال رکھنا پڑتا ہے تا کہ وہ صداقت پر قائم رہیں اور اِدھر اُدھر بھٹکیں نہیں۔ اسی طرح جو ایذاء رسانی دشمن کی طرف سے اس وقت ہوتی ہے وہ اس سے کچھ مختلف ہوتی ہے جو خدائے تعالیٰ کے جلالی جلووں کے زمانہ میں ہوتی ہے کیونکہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہو کہ اپنے جلالی اور قہری نشانوں سے دشمن کو مغلوب کرے تو اس وقت وہ دشمن اور مخالف کو بھی چھوڑ دیتا ہے کہ وہ تلوار لے اور اپنے زور بازو سے دین الٰہی کو مٹانے کی کوشش کرے تب وہ دشمن یہ خیال کرتا ہے کہ خدا نے مجھے طاقت اور غلبہ اور وجاہت اور عزت کے ساتھ ساتھ تلواریں اور نیزے اور تیر اس کثرت سے دیئے ہیں کہ ان مٹھی بھر آدمیوں کو میں بڑی آسانی سے مٹا سکتا ہوں اور جب وہ ان کو مٹانے کی کوشش شروع کرتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کا قہری نشان ظاہر ہوتا ہے اور ایک لحظہ میں اسے ملیا میٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔

لیکن جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے جمال کو ظاہر کرنا ہو اور اپنے جمالی جلوؤں سے دین کو مضبوط اور غالب کرنا ہو وہاں وہ عام طور پر دشمن کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ تلوار اٹھائے بلکہ عام طور پر دوسری قسم کی مخالفت اور ایذاء رسانی ہوتی ہے۔ مثلاً گالیاں دینا، بعض دفعہ منہ پر تھوکنا، تھپڑ لگا دینا وغیرہ بہرحال وہ ان بچوں والی حرکتوں سے اپنا غصہ نکال لیتے ہیں اور بڑے لمبے عرصہ تک مومن کو ان کا یہ غصہ سہنا پڑتا ہے۔ آخر مومن خدا تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے وارث ہو جاتے ہیں۔ ایسے زمانہ کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مخالفین کو مختلف اطراف سے کھرچ کھرچ کر کمزور کرتا چلا جاؤں گا اور مومنوں کو مضبوط کرتا چلا جاؤں گا اور یہ تکلیفیں اور ایذاء رسانیاں دور ہو جائیں گی۔

کسی گاؤں میں کوئی شخص احمدی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دیتا ہے تو سارا گاؤں اس کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ ماں باپ تک کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے گھر میں نہ آنا۔ جب وہ یہ ایذاء رسانی بشاشت سے قبول کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ وہ حالات بھی بدل دیتا ہے۔

مجھے یاد آیا کہ ایک گاؤں میں ایک نابینا حافظ پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اس نے احمدیت کو قبول کر

لیا۔ اس پر اس کے باپ نے اسے کہا کہ اس گاؤں سے نکل جاؤ۔ اس نے کہا، ٹھیک ہے چنانچہ وہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کسی اور جگہ سامان پیدا کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے جب دیکھا کہ اس کا یہ بندہ آزمائش میں پورا اترا ہے۔ اور اس نے تمام دکھ بشاشت کے ساتھ برداشت کئے ہیں اور اپنے ماں باپ کی، رشتہ داروں کی بلکہ تمام گاؤں کی جدائی کو اس نے قبول کر لیا لیکن سچائی سے منہ نہ موڑا تو اس نے خود ہی اپنے جمالی جلوؤں کے ساتھ حالات کو بدل دیا۔ اس کے باپ نے اس کو لکھا کہ تم میرے بیٹے ہو واپس آ جاؤ اس پر وہ گاؤں میں آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا اخلاص دیا ہے۔ وہاں آ کر اس نے جلسہ کروانے کا ارادہ کیا اور ایک قریبی گاؤں کے احمدیوں کو کہا کہ میں یہاں جلسہ کروانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا تم پہلے بھی تکلیف برداشت کر چکے ہو۔ اب اور برداشت کرو گے اس نے کہا کوئی نہیں مجھے ایسی تکلیف برداشت کرنی چاہئے میں چاہتا ہوں کہ یہاں جلسہ ہو اور لوگوں کو خدا تعالیٰ کی سچی باتیں سنائی جائیں۔ چنانچہ وہاں جلسہ ہوا۔ ساتھ کے گاؤں میں احمدیوں کی بڑی بھاری تعداد ہے وہاں سے بہت سے لوگ بھی پہنچ گئے کچھ علماء بھی وہاں پہنچ گئے۔ تقاریر ہوئیں ایک چرچا ہو گیا لوگوں نے باتیں سنیں تو کہا کہ قابل غور ہیں۔ غور کرنا چاہئے خواہ مخواہ آنکھیں بند کر کے اور کانوں میں انگلیاں ڈال کر انکار نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہاں مذہبی تبادلۂ خیال شروع ہو گیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان میں سے بہتوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے گا۔

سو دیکھئے کہ وہاں ایک آدمی احمدی ہوا کچھ عرصہ تک اللہ تعالیٰ نے اس کی آزمائش کی پھر اس نے دیکھا کہ وہ امتحان میں پورا اترا ہے۔ اس پر اس نے اس پر انعام کیا کہ وہ گاؤں میں پھر واپس آ گیا اور اس نے تبلیغ شروع کر دی۔ نسبتاً آرام سے رہنے لگا۔ تکلیف تو ہر ایک کو پہنچتی ہے ہمیں گھر بیٹھے بھی پہنچتی رہتی ہے دوسرے تیسرے دن نہایت گندی گالیوں پر مشتمل خطوط آ جاتے ہیں خط لکھنے والا اپنی جگہ بڑا خوش ہوتا ہو گا کہ میں نے بڑی گندی گالیاں دی ہیں اور ہم اپنی جگہ خوش ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس قسم کی قربانیوں کے پیش کرنے کی بھی توفیق عطا کر دی ورنہ مرکز میں رہتے ہوئے اور پھر اپنے مقام کے لحاظ سے مرکزی نقطہ ہوتے ہوئے بھی مشکل سے ایسے تیر ہم تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن الٰہی اذن سے پہنچ ہی جاتے ہیں اور پھر ہماری خوشی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس قسم کی تکالیف ہمارے ساتھ لگی ہوئی ہیں اور جب تک ہمارے عروج کا زمانہ نہیں آ جاتا وہ لگی ہی رہیں گی۔ سو ان آزمائشوں میں ہم نے ضرور گزرنا

ہے قضاء وقدر کی آزمائش میں سے بھی اور لوگوں کی ایذاء رسانیوں میں سے بھی۔

بہت سے لوگ اس وقت ہدایت کو سمجھ چکے ہیں لیکن وہ صرف اس ڈر سے ایمان نہیں لاتے کہ لوگ ہمیں دکھ دیں گے اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے کہ سوچ لو کہ لوگوں کے عذاب میں پڑنا چاہتے ہو یا کہ میرے عذاب میں۔ خدا تعالیٰ ان کو سمجھ دے تا وہ سمجھیں کہ انسان کیلئے یہی بہتر ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے کیونکہ اس کا عذاب اتنا شدید ہوگا کہ انسان ایک لمحہ کیلئے بھی اس کی تاب نہیں لا سکتا۔

خلاصہ یہ کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے ایک مامور اور مسیح اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرزند جلیل کو قبول کیا ہے آپ کی سچائی پر ایمان لائے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی کا ہر لحظہ اور ہر دم اس تیاری میں گزارنا چاہئے کہ۔

اوّل ہم نے خدا تعالیٰ کے احکام کو بجالانا ہے جن باتوں سے اس نے ہمیں روکا ان سے بچے رہنا ہے۔ راتوں کو اٹھنا اور پانچ وقت مسجد میں پہنچنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں احکام کی بجا آوری میں مجاہدات کرنے ہیں۔ ان مجاہدات کو خود انسان اپنے پر ڈالتا ہے اور جب وہ اس آزمائش کو خوشی سے، بشاشت سے اور رضا کارانہ طور پر اپنے اوپر گویا نازل کر لیتا ہے تب اس کو ثواب ملتا ہے اگر کسی شخص کو کان پکڑ کر مسجد میں لایا جائے اور وہ لانے والے کو گالیاں دے رہا ہو تو اس کو مسجد میں آنے کا کیا ثواب ملے گا۔

دوسرے دو امتحان اور آزمائشیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں۔ ایک تو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور ایک قسم کا امتحان اللہ تعالیٰ کے اِذن سے مخالفوں کی طرف سے آتا ہے تو ان تینوں ابتلاؤں میں پورا اترنا ہر احمدی کا فرض ہے اور ہم میں سے ہر ایک کو ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار رہنا چاہئے تا کہ ان وعدوں کے پورا ہونے میں دیر نہ ہو جو عظیم ترقی اعلیٰ کامیابی اور کامل غلبۂ اسلام کے متعلق اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر امتحان میں ثابت قدم رکھے اور کامیاب فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ۲۰؍اپریل ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆